قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ ۚ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۗ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ
الفضل
لندن

مدیر۔ ابو سعید

Online Edition

جمعہ 10۔اپریل 2020ء | 16 شعبان 1441 ہجری قمری | جلد:2 | شمارہ: 87

ارشاد باری تعالیٰ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۱۰۵﴾

(آل عمران:105)

ترجمہ: اور چاہئے کہ تم میں سے ایک جماعت ہو۔ وہ بھلائی کی طرف بلاتے رہیں اور اچھی باتوں کی تعلیم دیں اور بری باتوں سے روکیں۔ اور یہی ہیں وہ جو کامیاب ہونے والے ہیں۔

فرمان خلیفہ وقت

سچ بولنے کی تاکید

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

”حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ”...آج کی دنیا کی حالت بہت نازک ہوگئی ہے۔ جس پہلو اور رنگ سے دیکھو جھوٹے گواہ بنائے جاتے ہیں ، جھوٹے مقدمہ کرنا تو بات ہی کچھ نہیں، جھوٹے اسناد بنا لئے جاتے ہیں۔(یعنی کاغذات بھی جھوٹے بنا لئے جاتے ہیں،مقدمے بھی جھوٹے بنا لئے جاتے ہیں، پیشیاں بھی جھوٹی گواہیاں بھی جھوٹی ، ہر چیز جھوٹی) ۔ کوئی امر بیان کریں گے توسچ کا پہلو بچا کر بولیں گے۔ اب کوئی ان لوگوں سے جو اس سلسلہ کی ضرورت نہیں سمجھتے پوچھے کہ کیا یہی وہ دین تھا۔ (وہ لوگ جو سمجھتے ہیں کہ احمدیت کی کوئی ضرورت نہیں، ان سے اگر کوئی پوچھے) کہ کیا یہ وہی دین تھا جو آنحضرت ﷺ لے کر آئے تھے؟ اللہ تعالیٰ نے تو جھوٹ کو نجاست کہا تھا کہ اس سے پرہیز کرو۔(فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْاَوْثَانِ وَاجْتَنِبُوْا قَوْلَ الزُّوْرِ) بُت پرستی کے ساتھ اس جھوٹ کو ملایا ہے۔ جیسا احمق انسان اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر پتھر کی طرف سر جھکاتا ہے ویسے ہی صدق اور راستی کو چھوڑ کر اپنے مطلب کے لئے جھوٹ کو بت بناتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو بت پرستی کے ساتھ ملایا اور اس سے نسبت دی جیسے ایک بُت پرست بُت سے نجات چاہتا ہے۔(یعنی وہ سمجھتا ہے کہ بُت اسے نجات دے گا اس کے مسائل سے) اسی طرح جھوٹ بولنے والا بھی اپنی طرف سے بُت بناتا ہے اور سمجھتا ہے کہ اس بُت کے ذریعہ نجات ہو جاوے گی۔ کیسی خرابی آ پڑی ہے ۔ اگر کہا جاوے کہ کیوں بُت پرست ہوتے ہو، اس نجاست کو چھوڑ دو۔ تو کہتے ہیں کیونکر چھوڑ دیں، اس کے بغیر گزارہ نہیں ہوسکتا۔ اس سے بڑھ کر اور کیا بدقسمتی ہوگی کہ جھوٹ پر اپنا مدار سمجھتے ہیں مگر میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ آخر سچ ہی کامیاب ہوتا ہے، بھلائی اور فتح اسی کی ہے۔“ (ملفوظات جلد ہشتم صفحہ 349)

(خطبات مسرور جلد اوّل صفحہ 553)

اس شمارہ میں

- اداریہ۔ نماز تہجد کو مت چھوڑو
- خطاب حضور انور برموقع تقریب تقسیم اسناد جامعہ احمدیہ
- حدیث نبوی ﷺ اور متعدی بیماری
- حضرت میاں نجم الدین بھیرویؓ
- نظم ۔ اک امتحان ہے
- سیرالیون کے مشاکا ریجن میں تقریبات آمین
- فجی میں جلسہ ہائے مصلح موعودؓ

فرمانِ رسول ﷺ

جنت میں کیسے داخل ہوا جا سکتا ہے

حضرت ابوامامہ باھلیؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حجۃالوداع کے موقع پر خطبہ دیتے ہوئے سنا ۔ آنحضورؐ فرمارہے تھے کہ اللہ سے ڈرو ۔ اور پانچوں وقت کی نماز پڑھو ۔ ایک مہینے کے روزے رکھو ۔ اپنے اموال کی زکوٰۃ دو اور جب میں کوئی حکم دوں تو اس کی اطاعت کرو۔ اگر تم ایسا کرو گے تو اپنے رب کی جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔

(ترمذی کتاب الصّلوٰۃ باب مایتعلّق بالصلوٰۃ)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

ہماری تعلیم ۔ 2

خداتعالیٰ کی رحمت جذب کرنے کا طریق

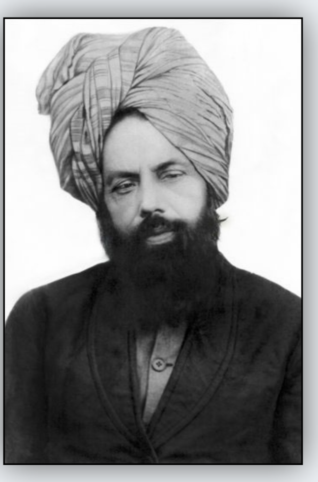

حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں:

”رحمت کے نشان دکھلانا قدیم سے خدا کی عادت ہے۔ مگر تم اُس حالت میں اِس عادت سے حصہ لے سکتے ہو کہ تم میں اور اس میں کچھ جدائی نہ رہے اور تمہاری مرضی اس کی مرضی اور تمہاری خواہشیں اس کی خواہشیں ہو جائیں اور تمہارا سر ہر ایک وقت اور ہر ایک حالت مراد یابی اور نامرادی میں اُس کے آستانہ پر پڑا رہے تا جو چاہے سو کرے اگر تم ایسا کرو گے تو تم میں وہ خدا ظاہر ہوگا جس نے مدت سے اپنا چہرہ چھپا لیا ہے کیا کوئی تم میں ہے جو اس پر عمل کرے اور اس کی رضا کاطالب ہو جائے اور اس کی قضاء وقدر پر ناراض نہ ہو سو تم مصیبت کو دیکھ کر اور بھی قدم آگے رکھو کہ یہ تمہاری ترقی کا ذریعہ ہے اور اُس کی توحید زمین پر پھیلانے کے لئے اپنی تمام طاقت سے کوشش کرو اور اُس کے بندوں پررحم کرواور ان پر زبان یا ہاتھ یاکسی تدبیر سے ظلم نہ کرو اور مخلوق کی بھلائی کیلئے کوشش کرتے رہو اور کسی پر تکبر نہ کرو گو اپنا ماتحت ہو اور کسی کو گالی مت دو گو وہ گالی دیتا ہو غریب اور حلیم اور نیک نیت اور مخلوق کے ہمدرد بن جاؤ تا قبول کئے جاؤ۔ بہت ہیں جو حلم ظاہر کرتے ہیں مگر وہ اندر سے بھیڑیئے ہیں بہت ہیں جو اوپر سے صاف ہیں مگر اندر سے سانپ ہیں سو تم اس کی جناب میں قبول نہیں ہو سکتے جب تک ظاہر و باطن ایک نہ ہو بڑے ہو کر چھوٹوں پر رحم کرو نہ ان کی تحقیر اور عالم ہو کر نادانوں کو نصیحت کرو نہ خود نمائی سے ان کی تذلیل اور امیر ہو کر غریبوں کی خدمت کرو نہ خود پسندی سے اُن پر تکبر۔ ہلاکت کی راہوں سے ڈرو۔ خدا سے ڈرتے رہو اور تقویٰ اختیار کرو اور مخلوق کی پرستش نہ کرو اور اپنے مولیٰ کی طرف منقطع ہو جاؤ اور دنیا سے دل برداشتہ رہو اور اُسی کے ہو جاؤ اور اسی کے لئے زندگی بسر کرو اور اس کے لئے ہر ایک ناپاکی اور گناہ سے نفرت کرو کیونکہ وہ پاک ہے چاہئے کہ ہر ایک صبح تمہارے لئے گواہی دے کہ تم نے تقویٰ سے رات بسر کی اور ہر ایک شام تمہارے لئے گواہی دے کہ تم نے ڈرتے ڈرتے دن بسر کیا۔ دنیا کی لعنتوں سے مت ڈرو کہ وہ دھوئیں کی طرح دیکھتے دیکھتے غائب ہو جاتی ہیں اور وہ دن کو رات نہیں کر سکتیں بلکہ تم خدا کی لعنت سے ڈرو جو آسمان سے نازل ہوتی اور جس پر پڑتی ہے اس کی دونوں جہانوں میں بیخ کنی کر جاتی ہے تم ریاکاری کے ساتھ اپنے تئیں بچا نہیں سکتے کیونکہ وہ خدا جو تمہارا خدا ہے اس کی انسان کے پاتال تک نظر ہے کیا تم اس کو دھوکا دے سکتے ہو پس تم سیدھے ہو جاؤ اور صاف ہو جاؤ اور پاک ہو جاؤ اور کھرے ہو جاؤ اگر ایک ذرہ تیرگی تم میں باقی ہے تو وہ تمہاری ساری روشنی کو دور کر دے گی۔ اور اگر تمہارے کسی پہلو میں تکبر ہے یا ریا ہے یا خود پسندی ہے یا کسل ہے تو تم ایسی چیز نہیں ہو کہ جو قبول کے لائق ہو ایسا نہ ہو کہ تم صرف چند باتوں کو لے کر اپنے تئیں دھوکہ دو کہ جو کچھ ہم نے کرنا تھا کر لیا ہے کیونکہ خدا چاہتا ہے کہ تمہاری ہستی پر پورا پورا انقلاب آوے اور وہ تم سے ایک موت مانگتا ہے جس کے بعد وہ تمہیں زندہ کرے گا“

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 11-12)

اداریہ

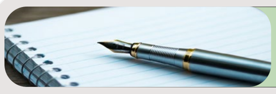

نماز تہجد کو مت چھوڑو

جاگ اے شرمسار آدھی رات

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں درج ذیل دو مقامات پر نماز تہجد کی طرف توجہ دلائی ہے۔

وَ مِنَ الَّیۡلِ فَتَہَجَّدۡ بِہٖ نَافِلَۃً لَّکَ ٭ۖ عَسٰۤی اَنۡ یَّبۡعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحۡمُوۡدًا

ترجمہ: اور رات کے ایک حصہ میں بھی اس (قرآن) کے ساتھ تہجد پڑھا کر۔ یہ تیرے لئے نفل کے طور پر ہو گا۔ قریب ہے کہ تیرارب تجھے مقام محمود پر فائز کر دے۔ (بنی اسرائیل:80)

یٰۤاَیُّہَا الۡمُزَّمِّلُ ۙ﴿۲﴾ قُمِ الَّیۡلَ اِلَّا قَلِیۡلًا ۙ﴿۳﴾ نِّصۡفَہٗۤ اَوِ انۡقُصۡ مِنۡہُ قَلِیۡلًا ۙ﴿۴﴾ اَوۡ زِدۡ عَلَیۡہِ وَ رَتِّلِ الۡقُرۡاٰنَ تَرۡتِیۡلًا ؕ﴿۵﴾ اِنَّا سَنُلۡقِیۡ عَلَیۡکَ قَوۡلًا ثَقِیۡلًا ﴿۶﴾ اِنَّ نَاشِئَۃَ الَّیۡلِ ہِیَ اَشَدُّ وَطۡاً وَّ اَقۡوَمُ قِیۡلًا ؕ﴿۷﴾

ترجمہ: اے اچھی طرح چادر میں لپٹنے والے رات کو قیام کیا کر مگر تھوڑا۔ اس کا نصف یا اس میں سے کچھ تھوڑا سا کم کر دے۔ یا اس پر کچھ زیادہ کر دے اور قرآن کو خوب نکھار کر پڑھا کر۔ یقیناً ہم تجھ پر ایک بھاری فرمان اُتاریں گے۔ رات کا اٹھنا یقیناً نفس کو پاؤں تلے کچلنے کے لئے زیادہ شدید اور قول کے لحاظ سے زیادہ مضبوط ہے۔ (المزمل:2تا7)

نیز دو جگہوں سے زائد اللہ تبارک و تعالیٰ نے متقیوں اور مومنوں کی علامات کے تحت فرمایا ہے کہ تَتَجَافٰی جُنُوۡبُہُمۡ عَنِ الۡمَضَاجِعِ کہ ان کے پہلو بستر گاہوں پر جدارہے ہیں۔ (السجدہ:17)

وَ الَّذِیۡنَ یَبِیۡتُوۡنَ لِرَبِّہِمۡ سُجَّدًا وَّ قِیَامًا کہ وہ اپنے رب کے حضور راتیں، سجدہ اور قیام کی حالت میں گزار دیتے ہیں۔ (الفرقان:65)

- ان مومنوں اور متقیوں کے امام سیدنا حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ جو راتوں کو عبادات کر کے ہمارے لئے مشعل راہ بنے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ آپؐ نے اپنی راتوں کو تین حصوں میں تقسیم کر رکھا تھا۔ پہلا حصہ عوام الناس، دوسرا حصہ اہل خانہ اور تیسرا حصہ اللہ تعالیٰ کے لئے تھا۔ آپؐ کے قیام و سجود اتنے لمبے اور پُر سوز ہوتے کہ پاؤں متورم ہو جاتے اور رونے سے ہنڈیا میں پانی ابلنے کی طرح آوازیں آیا کرتی تھیں۔
- اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہؓ بیان فرماتی ہیں کہ نماز تہجد کو مت چھوڑو کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو کبھی نہ چھوڑتے تھے۔ اگر کبھی بیمار ہوتے یا کسل ہو تا تو بیٹھ کر نماز پڑھتے۔ (سنن ابی داؤد کتاب الصلوٰۃ)
- سیدنا حضرت محمد مصطفی ﷺ فرماتے ہیں کہ تم پر لازم ہے کہ تم رات عبادت کے لئے اٹھنے کی عادت ڈالو کیونکہ یہ تم سے پہلے کے نیک لوگوں کا طریق ہے۔اس سے اللہ کا قرب حاصل ہوتا ہے اور گناہوں سے دوری پیدا ہوتی ہے۔ اور یہ بُرائیوں کا کفارہ بن جاتا ہے اور بیماریوں کو جسم سے دور کر تا ہے۔ (الترمذی کتاب الدعوات)
- نماز تہجد کی برکات اور اس کے ثواب و انعام کا ذکر کرتے ہوئے ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرا بندہ فرض ادا کرنے کے بعد نفل عبادتیں کر کے مجھ سے اتنا نزدیک ہو جاتا ہے کہ میں اس سے محبت کرنے لگ جاتا ہوں۔ میں اس کے کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے، اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے، اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے، اس کے پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے اور اگر وہ مجھ سے مانگتا ہے تو میں اسے عطا کرتا ہوں۔ اگر وہ کسی چیز سے میری پناہ کا طالب ہوتا ہے تو میں اسے پناہ دیتا ہوں۔ (صحیح بخاری کتاب الرقاق)

ہم اپنی آسان زبان میں اس کو یوں سمجھ سکتے ہیں کہ بعض سرکاری و نجی دفاتر و کمپنیوں میں over timeلگانے کا رواج ہوتا ہے تا کام pendingنہ رہےاور اس over time کی اجرت دوگنی دی جاتی ہے۔ ہم جب اللہ کے حضور فرائض کے علاوہ نوافل یعنی نماز تہجد میں جھکتے ہیں تو اللہ تعالیٰ بھی اس over time کا زائد صلہ دیتا ہے۔

نوافل انسان کی فرض عبادتوں کی حفاظت کرتے ہیں۔ کسی نے کہا ہے کہ یہ دراصل باڑ کا کام دیتے ہیں جن سے گھروں کی دوہری حفاظت ہوتی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

’’ہماری جماعت کو چاہئے کہ وہ تہجد کی نماز کو لازم کر لیں ۔ جو زیادہ نہیں وہ دو ہی رکعت پڑھ لے، کیونکہ اس کو دعا کرنے کا موقع بہر حال مل جائے گا۔ اس وقت کی دعاؤں میں ایک خاص تاثیر ہوتی ہے، کیونکہ وہ سچے درد اور جوش سے نکلتی ہے۔ جب تک ایک خاص سوز اور درد دل میں نہ ہو۔ اس وقت تک ایک شخص خواب راحت سے بیدار کب ہو سکتا ہے؟ پس اس وقت کا اٹھنا ہی ایک درد دل پیدا کر دیتا ہے۔ جس سے دعا میں رات اور اضطراب کی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے اور یہی اضطراب اور اضطرار قبولیت دعا کا موجب ہو جاتے ہیں، لیکن اگر اٹھنے میں سستی اور غفلت سے کام لیتا ہے تو ظاہر ہے کہ وہ درد اور سوز دل میں نہیں بلکہ نیند تو غم کو دور کر دیتی ہے۔ لیکن جب کہ نیند سے بیدار ہوتا ہے تو معلوم ہوا کہ کوئی درد اور غم نیند سے بھی بڑھ کر ہے جو بیدار کر رہا ہے۔ (ملفوظات جلد دوم ص 182)

- نوافل ، فرائِض کی کمی کو پورا کرنے کے کام آتے ہیں۔ اس سلسلہ میں حضورنے فرمایا کہ نوافل ہمیشہ نیک اعمال کے مُتَمِّم و مکمل ہوتے ہیں اور یہی ترقیات کا موجب ہوتا ہے۔(ملفوظات جلد سوم ص 343)

اس سلسلہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔

’’اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اگر کوئی شخص فرائض کو پوری طرح ادا کرے تو وہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کے انعامات کا مستحق ہو جاتا ہے مگر یہ امر بھی نہیں بھولنا چاہئے کہ فرائض کی کامل ادائیگی نوافل کے بغیر ناممکن ہے۔ ایک شخص فرض نمازوں کے علاوہ تہجد اور دوسرےنوافل بھی ادا کرتا رہتا ہے تو قیامت کے دن جب اس کے فرائض میں کمی واقع ہوگی اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں سے کہے گا کہ اس بندے کا کچھ اور بھی حساب ہمارے ذمہ ہے لاؤ۔ یہ کمی وہاں سے پوری کر دیں فرض روزوں میں کسی قسم کی کوتاہی رہ گئی ہو گی تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا ہمارا یہ بندہ فرض روزے ہی نہیں رکھتا رہا بلکہ نفلی روزے بھی رکھتا رہا ہے یہ کمی وہاں سے پوری کر دو غرض اگر یہ نوافل کا شوقین ہو گا تو اس کا حساب بجائے کم ہونے کے کچھ بڑھ ہی جائے گا اور اس زیادتی کی وجہ سے نہ صرف وہ اپنے حساب کو پورا کر دے گا بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے زائد انعامات کا بھی مستحق ہو جائے گا۔ پھر ہم کو یہ بھی تو دیکھنا چاہئے کہ رسول کریمؐ فرماتے ہیں بندہ نوافل کے ذریعہ ہی خدا تعالیٰ کا قرب حاصل کر سکتا ہے تو یہ حدیث بھی بتاتی ہے کہ نوافل انسان کو اللہ تعالیٰ کے قریب لے جانے والی چیزیں ہیں اور در حقیقت اعلیٰ روحانی کمالات انہی سے حاصل ہوتے ہیں۔‘‘(خطبات محمود جلد20 صفحہ 517)

ایک دفعہ کسی صحابی نے حضرت ابن عمرؓ کی خوبیوں کا ذکر آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کر دیا۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جواباً فرمایا کہ کاش نماز تہجد بھی پڑھے۔ ایک روایت میں میاں بیوی کو نماز تہجد کی خاطر ایک دوسرے کے چہرے پر پانی کے چھینٹے مارنے کا بھی ذکر ملتا ہے۔

مامور زمانہ حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام بھی تہجد اور دیگر نوافل کی ادائیگی میں پیش پیش رہے۔ آپؑ ایک موقع پر نماز تہجد میں ایک دعا اور اس کے پڑھنے کے طریق کو یوں بیان فرماتے ہیں۔

’’رات کے آخری پہر میں تو اور وضو کرو اور چند دوگانہ اخلاص سے بجالاؤ اور درد مندی اور عاجزی سے یہ دعا کر دو۔‘‘

’’اے میرے محسن اور اے میرے خدا! میں ایک تیر اناکارہ بندہ پُر معصیت اور پُر غفلت ہوں۔ تونے مجھ سے ظلم پر ظلم دیکھا اور انعام پر انعام کیا اور گناہ پر گناہ دیکھا اور احسان پر احسان کیا۔ تونے ہمیشہ میری پردہ پوشی کی اور اپنی بے شمار نعمتوں سے مجھے متمتع کیا۔ سو اب بھی مجھ نالائق اور پُر گناہ پر رحم کر اور میری بے باکی اور ناسپاسی کو معاف فرما اور مجھ کو میرے اس عمل سے نجات بخش کہ بجز تیرے اور کوئی چارہ گر نہیں۔ آمین ثم آمین۔‘‘ (مکتوبات احمد جلد 2 صفحہ 11، 10)

حضرت مسیح موعودعلیہ السلام اپنی جماعت کے ممبران کے متعلق اپنی خواہش کااظہار کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

’’میں تو بہت دعا کر تا ہوں کہ میری سب جماعت ان لوگوں میں ہو جائے جو خدا تعالیٰ سے ڈرتے ہیں اور نماز پر قائم رہتے ہیں اور رات کو اُٹھ کر زمین پر گرتے ہیں اور روتے ہیں اور خدا کے فرائض کو ضائع نہیں کرتے۔‘‘ (تذکرۃالشہادتین،روحانی خزائن جلد20 صفحہ 77)

موجودہ حالات کو مدّنظر رکھتے ہوئے ہمارے پیارے امام حضرت مرزا مسرور احمدخلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے احباب جماعت کو یوں نصیحت فرمائی۔

’’ہر احمدی کو جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مان کر اپنے آپ کو مومنین کی جماعت میں شامل سمجھتا ہے، ان دو امور کی طرف خاص طور پر توجہ دینی چاہئے ۔ پہلی چیز نماز کا اہتمام با قاعدگی سے ادائیگی ہے۔ حتی الوسع باجماعت نماز ادا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ پھر ان نمازوں کو نوافل کے ساتھ سجایا بھی جائے۔‘‘ (خطبہ جمعہ 13-اپریل 2007ء)

نیز فرمایا۔

’’ہر احمدی کم از کم دو نفل روزانہ صرف ان لوگوں کے لئے ادا کرے جو احمدیت کی وجہ سے کسی بھی قسم کی تکلیف میں مبتلا ہیں اسی طرح جماعتی ترقی کے لئے بھی خاص طور پر دعائیں کریں۔‘‘ (خطبہ جمعہ 3 دسمبر 2010ء)

ہمارے گھروں کو اگر معمولی سی مشکل گھیرے میں لے لے تو ہم تمام دعاؤں میں جھٹ (لگ) جاتے ہیں۔ خود بھی رو رو کر دعائیں کر رہے ہوتے ہیں۔ اپنے عزیز و اقارب اور جاننے والوں کو بھی دعا کے لئے کہتے ہیں تا مشکلات دور ہوں۔ جماعت احمدیہ بھی ایک روحانی گھرانہ کی مانند ہے ۔ اس میں اگر کوئی احمدی انفرادی طور پر یا جماعت کسی جگہ مشکلات میں ہے تو ہم میں سے ہر ایک اپنے اوپر راتوں کی نیندیں حرام کرتے ہوئے اللہ کے حضور جھکے اور دعاؤں کے تیروں سے اس حملے کا دفاع کرےاور ہم اوپر بیان فرمودہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس خواہش کو پورا کرنے کی بھرپور کوشش کریں اور یَبِیۡتُوۡنَ لِرَبِّہِمۡ سُجَّدًا وَّ قِیَامًا کا حقیقی روپ دھارتے ہوئے عباد الرحمٰن میں شامل ہوں جائیں۔ ہم راتوں کو اُٹھ اُٹھ کر اللہ تعالیٰ کے حضور زمین پر گرنے والے ہوں اور اوپر بیان فرمودہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں کے وارث ہوں۔ آمین

نمازِ تہجد اور اس میں دعاؤں کی طرف اس اداریہ میں اس لئے بھی توجہ دلانی مقصود ہے کہ

i۔ تمام دنیا ایک مہلک وائرس میں مبتلا ہے۔انسانیت کی حفاظت اوراللہ تعالیٰ کی مخلوق کو جس کو خدا نے اپنا کنبہ قرار دیا ہےاس متعدی بیماری سے بچانے کیلئے ہر احمدی نے راتوں کواُٹھ کر دعائیں کرنی ہیں۔

ii۔ رمضان کی بھی آمد آمد ہے۔رمضان اور نمازِ تہجد کابہت گہراتعلق ہے۔اس لئے اگر ابھی سے ہم نمازِ تہجد کی عادت ڈالیں گے تو رمضان میں ہم بآسانی نمازِ تہجد اداکرسکیں گے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطافرمائے۔آمین

شعراء نے بھی اس مضمون پر روشنی ڈالی ہے۔ چوہدری محمد علی مضطر کہتے ہیں ؎

جاگ اے شرمسار آدھی رات
اپنی بگڑی سنوار آدھی رات

خطاب حضور انور برموقع تقریب تقسیم اسناد

آج حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی غلامی میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو سرداری بخشی ہے تو اس کی قدر کریں اور دنیا کی حقیقی رہنمائی کریں

آپ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اسلام کے حقیقی پیغام کو پھیلانے کے لیے اپنی زندگیاں وقف کی ہیں

ایک بہت بڑی ذمہ داری ہے جو آج آپ کے کندھوں پر ڈالی جا رہی ہے اس کو سمجھنے والے بنیں

یہ کوئی معمولی ذمہ داری نہیں ہے جس کو آپ نے اٹھانے کا عہد کیا اور عزم کیا ہے

آپ نے پیش کیا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم کو پھیلانے کے لیے خلافت کے سپرد جو کام ہیں ان کو آگے پھیلانا ہےاور اس کا دست و بازو بننا ہے تو یہ بہت بڑا کام ہے

آپ لوگوں نے وقف کا ایک عہد کیا ہے۔ اب وفا کا تقاضا یہ ہے کہ اس عہد کو پورا کر کے دکھائیں

اب ہر قسم کی نفسانی غرضوں کو ایک واقفِ زندگی کو اپنے دل سے نکالنے کی کوشش کرنی ہو گی اور یہی وقف کی حقیقت ہے

جامعہ احمدیہ کینیڈا، جرمنی اور برطانیہ سے فارغ التحصیل ہونے والے مبلّغین سلسلہ کی سالانہ تقریبِ تقسیم اسناد سے حضور انور کا ایدہ اللہ تعالیٰ کا بصیرت افروز اور تاریخی خطاب
(29۔اپریل 2019ء بروز سوموار بمقام جامعہ احمدیہ یوکے، Haslemere، ہمپشئر، یوکے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ۔
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝۱
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝۲ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝۳ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝۴ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ إِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝۵
اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝۶ صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَ لَا الضَّآلِّيْنَ ۝۷

آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے مربیان کا ایک اور بیچ (batch) جامعات سے فارغ ہو کر نکل رہا ہے۔ رپورٹ ساروں کی آپ سن چکے ہیں۔ آپ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اسلام کے حقیقی پیغام کو پھیلانے کے لیے اپنی زندگیاں وقف کی ہیں۔ جامعہ احمدیہ میں داخل ہوئے۔ یہاں سات سال تعلیم حاصل کی اور جو محنت آپ نے کی ہے اس کو اب آپ کو مزید بڑھانے اور اس علم کو مزید بڑھانے اور اس کو آگے پھیلانے کے لیے اب کوشش کرنی ہو گی۔ میدانِ عمل میں جب جائیں گے تو صرف اسی پر اکتفا نہ کریں کہ سات سال پڑھ لیا بلکہ اپنے علم کو بڑھاتے رہیں اور علم بڑھانے سے ہی آپ کی علمی ترقی ہو گی اور علمی ترقی کے ساتھ ساتھ روحانی علم جب بڑھتا ہے تو خدا تعالیٰ کے وجود کا فہم اور ادراک بھی زیادہ بڑھتا ہے۔ آپ کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے کہ یہ بہت ضروری چیز ہے کہ آپ نے اپنے علم کو اب آگے بڑھاتے چلے جانا ہے کیونکہ اسلام کا حقیقی پیغام پہنچانے کے لیے یہ بہت ضروری ہے اور تبھی آپ اپنے وقف زندگی کے مقصد کو بھی پورا کر سکیں گے۔

وہ مسیح و مہدی جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدے کے مطابق اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے لیے بھیجا تھا اس کے مشن کو پورا کرنے کے لیے آپ لوگوں نے اپنی زندگیاں وقف کی ہیں۔ پس یہ ایک بہت بڑی ذمہ داری ہے جو آپ نے اپنے اوپر لی ہے اور اس ذمہ داری کو سنبھالنا اور اس پر احسن رنگ میں عمل کرنا ، اس کے اچھے نتائج پیدا کرنا یہ ایک بہت بڑا کام ہے جو آپ کے ذمے ہے۔

اللہ تعالیٰ کے وعدے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق مسیح موعود اور مہدی معہود کی آمد کے ساتھ جس خلافتِ حقہ کا آغاز ہونا تھا آپ نے اپنی زندگیاں وقف کر کے اس کا دست و بازو بننے کے لیے بھی اپنے آپ کو پیش کیا ہے۔ پھر ہمیشہ یاد رکھیں کہ یہ کوئی معمولی چیز نہیں ہے۔ جب آپ نے پیش کیا کہ اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے مشن کو ہم نے پورا کرنا ہے اوراس کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعلیم کو پھیلانے کے لیے خلافت کے سپرد جو کام ہیں ان کو آگے پھیلانا ہے، اس کا دست و بازو بننا ہے تو یہ بہت بڑا کام ہے اور خود آپ نے اپنی مرضی سے اس کام کو سرانجام دینے کے لیے اپنے آپ کو پیش کیا ہے۔ پس ہمیشہ یاد رکھیں کہ اہلِ وفا کی طرح اس عہد کو پورا کرنے کے لیے آپ نے اپنی تمام تر صلاحیتوں کو لگانا ہے، اپنے علم کو لگانا ہے اور پھر علم میں اضافہ کرتے چلے جانا ہے۔

آپ میں سے بعض خاص طور پر یو۔کے کے، بعض دفعہ اپنی ڈائری میرے پاس لے آتے تھے کہ اس پہ کچھ نصیحت لکھ دیں۔ آپ میں سے بعض کی ڈائریوں میں میں نے یہ بھی لکھا ہو گا کہ ’’خدا تعالیٰ سے بے وفائی نہ کرنا‘‘۔ ’’اپنے اللہ سے وفا کرنا‘‘ یا قرآن کریم کا ارشاد کہ وَاِبْرَاهِيْمَ الَّذِيْ وَفّٰى (النجم:38)۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کی وفا کا خاص طور پر ذکر کیوں کیا ہے؟ اس بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کئی موقع پر وضاحت فرمائی ہے۔ میں اس وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جو بعض اقتباسات ہیں آپ کے سامنے رکھتا ہوں جس سے آپ کو پتا لگے کہ وفا کا وہ کیا معیار تھا اور کس طرح حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم سے بھی وہ وفا چاہتے ہیں۔ آپؑ نے ایک جگہ فرمایا کہ

’’خدا تعالیٰ نے قرآن شریف میں اسی لیے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تعریف کی ہے جیسا کہ فرمایا ہے اِبْرَاهِيْمَ الَّذِيْ وَفّٰى (النجم:38) کہ اس نے جو عہد کیا اسے پورا کر کے دکھایا۔‘‘
(ملفوظات جلد 6 صفحہ 234)

پس آپ لوگوں نے بھی وقف کا ایک عہد کیا ہے۔ اب وفا کا تقاضا یہ ہے کہ اس عہد کو پورا کر کے دکھائیں۔ اور صرف زبانی باتوں سے پورا نہیں ہو گا اس کے لیے بڑی محنت کرنے کی ضرورت ہے۔ ایک جہاد کرنے کی ضرورت ہے۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں۔

’’نامرد، بزدل، بے وفا جو خدا تعالیٰ سے اخلاص اور وفاداری کا تعلق نہیں رکھتا بلکہ دغا دینے والا ہے وہ کس کام کا ہے۔‘‘ فرمایا کہ ’’اس کی کچھ قدر و قیمت نہیں ہے۔‘‘ پس اگر بے وفائی ہے، اگر اپنے وعدے کو پورا نہیں کیا تو پھر یہ دھوکا دینا ہے۔ ایک عہد کیا ہے اس کو پورا نہیں کیا تو یہ اللہ تعالیٰ کو دھوکا دینے والی بات ہے۔ اللہ تعالیٰ سے بے وفائی ہے اور پھر وہ کسی کام کا نہیں ہوتا۔ فرماتے ہیں اس کی کچھ قدر و قیمت نہیں ہے۔ فرمایا کہ ’’ساری قیمت اور شرف وفا سے ہوتا ہے۔‘‘ پس وفا کے لفظ کو ہمیشہ اپنے سامنے رکھیں۔ پھر آپؑ فرماتے ہیں۔ ’’ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جو شرف اور درجہ ملا وہ کس بنا پر ملا؟‘‘ فرمایا کہ ’’قرآن شریف نے فیصلہ کر دیا ہے اِبْرَاهِيْمَ الَّذِيْ وَفّٰى۔ابراہیم وہ جس نے ہمارے ساتھ وفاداری کی۔ آگ میں ڈالے گئے مگر انہوں نے اس کو منظور نہ کیا کہ وہ ان کافروں کو کہہ دیتے کہ تمہارے ٹھاکروں کی پوجا کرتا ہوں۔‘‘ آگ برداشت کرلی۔ سختیاں برداشت کر لیں۔ ظلم برداشت کر لیا لیکن اپنی وفا پہ حرف نہیں آنے دیا۔ پس یہ وہ معیار ہیں جو ہمیں بھی اختیار کرنے چاہئیں یا ایک واقف زندگی کو اختیار کرنے چاہئیں۔ پھر آپؑ فرماتے ہیں ’’خدا تعالیٰ کے لیے ہر تکلیف اور مصیبت کو برداشت کرنے پر آمادہ ہو گئے۔ خدا تعالیٰ نے کہا کہ اپنی بیوی کو بے آب و دانہ جنگل میں چھوڑ آ۔ انہوں نے فی الفور اس کو قبول کر لیا۔‘‘ بعض واقفِ زندگی ایسے بھی ہیں کہ جنگل میں چھوڑنے کا وفا کا معیار تو بہت اونچا ہے ذرا سی معمولی معمولی باتوں پر ان کی طرف سے مطالبے آنے شروع ہو جاتے ہیں۔ اس لیے آپ لوگ جب میدان عمل میں جائیں گے تو آپ لوگوں کو یاد رکھنا چاہیے کہ وفا کا تقاضا یہ ہے کہ ہر چیز کی قربانی آپ نے دینی ہے۔ جب وقف کیا ہے تو پھر اس عہد کو نبھانے کی کوشش کرنی ہے ۔ پھر آپؑ فرماتے ہیں ’’ہر ایک ابتلا کو انہوں نے اس طرح پر قبول کر لیا کہ گویا عاشق اللہ تھا۔‘‘ عشق تھا تو صرف اللہ تعالیٰ سے تھا اور اس لیے تکلیف کو قبول کیا۔ ’’درمیان میں کوئی نفسانی غرض نہ تھی۔‘‘

(ملفوظات جلد 6 صفحہ 261-262)

پس ہر قسم کی نفسانی غرضوں کو ایک واقفِ زندگی کو اپنے دل سے نکالنے کی کوشش کرنی ہو گی اور یہی وقف کی حقیقت ہے۔ آپؑ مثال دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ’’دنیا میں بھی اگر ایک نوکر خدمت کرے۔ (کوئی ملازم ہو اور خود اچھا خدمت کرنے والا ہو،) اور حق وفا کا ادا کرے تو جو محبت اس سے ہو گی وہ دوسرے سے کیا ہو سکتی ہے۔‘‘ فرماتے ہیں کہ ’’جو صرف اس بات پر ناز کرتا ہے کہ میں نے کوئی اچک پنا نہیں کیا حالانکہ‘‘ (یہ تو کوئی نیکی نہیں ہے۔ یہ تو کوئی بڑی بات نہیں ہے۔) ’’اگر کرتا تو سزا پاتا۔‘‘ (اگر کوئی برائی کرتا،کوئی چوری کرتا یا بدمعاشی کرتا تو سزا ملنی تھی۔ اگر پکڑا جاتا تو اس بات پہ فخر نہیں ہونا چاہیے۔ فخر تو اس بات پہ بھی نہیں ہونا چاہیے کہ میں نے وفا کی لیکن اللہ تعالیٰ کا فضل مانگتے ہوئے اس کوشش میں رہنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ ہم سے راضی ہو اور ہم ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے وفا کرنے والے ہوں اور اس کے نظام سے وفا کرنے والے ہوں۔) آپؑ فرماتے ہیں ’’اتنی سی بات سے حقوق قائم نہیں ہو سکتے‘‘ (کہ میں نے کوئی برائی نہیں کی۔) ’’حقوق تو صرف صدق ووفا سے قائم ہو سکتے ہیں۔ جیسے اِبْرَاهِيْمَ الَّذِيْ وَفّٰى۔‘‘

(ملفوظات جلد 6 صفحہ 331-332)

پھر ایک جگہ آپؑ نے فرمایا۔ ’’جب تک انسان صدق و صفا کے ساتھ‘‘ (یہ بہت اہم بات ہے کہ) ’’جب تک انسان صدق و صفا کے ساتھ خدا تعالیٰ کا بندہ نہ ہو گا۔ تب تک کوئی درجہ ملنا مشکل ہے۔ جب ابراہیم کی نسبت خدا تعالیٰ نے شہادت دی وَاِبْرَاهِيْمَ الَّذِيْ وَفّٰى کہ ابراہیم وہ شخص ہے جس نے اپنی بات کو پورا کیا۔‘‘ (اپنے عہد کو نبھایا)۔ ’’تو اس طرح سے اپنے دل کو غیر سے پاک کرنا اور محبت الٰہی سے بھرنا، خدا تعالیٰ کی مرضی کے موافق چلنا اور جیسے ظلّ اصل کا تابع ہوتا ہے ویسے ہی تابع ہونا کہ اس کی اور خدا کی مرضی ایک ہو کوئی فرق نہ ہو۔ یہ سب باتیں دعا سے حاصل ہوتی ہیں۔‘‘ (ملفوظات جلد 6 صفحہ 177)

وفا کے معیار حاصل کرنے کے لیے بھی کوشش تو ہے ایک لیکن ساتھ ہی دعا ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا کرنا ضروری ہے۔ جب تک دعا نہیں ہوگی اللہ تعالیٰ سے ایک ذاتی تعلق نہیں ہو گا اور اپنی وفا کے معیار کو بڑھانے کے لیے اس کی مدد کے طلبگار نہیں ہوں گے اس وقت تک صرف اپنے عمل سے ہی وفا حاصل نہیں ہو سکتی۔ اس لیے عمل کے ساتھ دعا بہت ضروری ہے اور خاص طور پر جب اللہ تعالیٰ کا پیار حاصل کرنا ہے تو اللہ تعالیٰ کا پیار اللہ تعالیٰ سے ہی مانگنا ہو گا۔ اس بات کو آپ ہمیشہ اپنے سامنے رکھیں۔ پس یاد رکھیں کہ یہ وفا کے وہ معیار ہیں جو ہم سے اپنے عہد کو پورا کرنے اور وفا کا تقاضا کرتے ہیں۔ یہ معیار ہیں، یہ وفا کے تقاضے ہیں جو ہم نے پورے کرنے ہیں۔ یہ وفا کے تقاضے ہیں جو ہمیں عہد پورا کرنے میں مدد دے سکتے ہیں، خاص طور پر ان لوگوں سے جنھوں نے اپنے وقف کو نبھانے کا خاص طور پر عہد کیا۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خاص طور پر اپنے شاعرانہ کلام میں اس طرف توجہ دلائی ہے۔ ایک مصرع ان کا ہے کہ

’’عہدشکنی نہ کرو اہلِ وفا ہو جاؤ‘‘

(کلام محمود صفحہ 63)

واقفِ زندگی اور پھر جو مربی اور مبلغ ہے اس کا عہد تو ایک عام احمدی کے عہد سے بہت بڑھ کر ہے کہ آپ نے ایک عہد بیعت بھی کیا ہوا ہے جو ہر احمدی نے کیا ہوا ہے اور ایک وقف کا عہد ہے۔ یہ عہد کیا کہ ہم اپنی زندگیاں اسلام کی تعلیم کی اور تبلیغ کے پھیلانے کی خاطر وقف کرتے ہیں۔ اللہ کرے کہ آپ میں سے ہر ایک کے دل سے یہ آواز اٹھے جو حضرت مصلح موعودؓ نے اپنے شاعرانہ کلام میں فرمائی ہے کہ

’’بےوفاؤں میں نہیں ہوں میں وفاداروں میں ہوں‘‘

(کلام محمود صفحہ 84)

یہ آواز ہے جو ہر وقفِ زندگی، ہر مربی اور مبلغ کے دل سے اٹھنی چاہیے اور وفا کا تقاضا جیسا کہ میں نے کہا پہلے بھی یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی محبت میں بڑھیں اور بڑھتے چلے جائیں اور اس کے دین کی خدمت کے لیے اپنے آپ کو ہمہ وقت پیش کرنے کے لیے تیار رہیں۔

ہمیں اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے۔ ہم یہ دیکھیں کہ کیا ہم اللہ تعالیٰ کی محبت میں بڑھ رہے ہیں؟ صرف دعویٰ نہ ہو، صرف زبانی جمع خرچ نہ ہو۔ یہ دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ کے عشق سے ہم مخمور ہیں؟ ہمارے دل اس میں ڈوبے ہوئے ہیں؟ اللہ تعالیٰ کے حقوق ادا کرنے کی کوشش کر رہے ہیں؟ اس کی عبادت کرنے کے معیار حاصل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اگر نہیں تو پھر مزید اس میں کوشش کی ضرورت ہے اور اب میدانِ عمل میں آ کر تو بہت زیادہ اس کی ضرورت پڑے گی۔

پھر یہ بھی بہت ضروری چیز ہے کہ دنیاوی آلائشوں سے پاک کرنا۔ حضرت مصلح موعودؓ نے آپ سے بڑی نیک توقع رکھی اور اپنی ایک نظم میں یہ اعلان کیا۔ یہ شعر وہاں بھی (یعنی جامعہ کے آڈیٹوریم میں۔ ناقل) لکھا ہوا ہے کہ

’’وہ بھی ہیں کچھ جو کہ تیرے عشق سے مخمور ہیں
دنیوی آلائشوں سے پاک ہیں اور دُور ہیں‘‘

(کلامِ محمودؓ صفحہ 249)

پس اللہ تعالیٰ کے عشق سے مخمور ہونا اور پھر دنیاوی آلائشوں سے پاک ہونا یہ ایک بہت بڑا کام ہے۔ یہ ایک توقع ہے جو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے اپنے زمانے میں خاص طور پر واقفینِ زندگی سے اور افرادِ جماعت سے کی اور یہی توقع ہے جو مجھے آپ سے ہے۔ اور میں امید کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ لوگ اللہ تعالیٰ کے عشق میں مخمور ہونے کی کوشش کریں گے اور دنیاوی آلائشوں سے ان شاء اللہ پاک ہونے کی کوشش کرتے چلے جائیں گے۔ پس اس امید اور توقع کو پورا کرنے کے لیے آپ کو دیکھنا ہو گا کہ کہیں بعض مواقع پر آپ کی دنیاوی خواہشات تو سامنے نہیں آ جاتیں۔ یہ تو نہیں ہوتا کہ کہیں ایسے حالات پیدا ہو جائیں جہاں دنیاوی خواہشات آپ کی روحانیت پر غلبہ حاصل کر لیں یا اللہ تعالیٰ کے عشق کی بجائے دنیاوی عشق غالب آنے لگ جائے۔ پس اس کے لیے خاص جہاد کی ضرورت ہے جو ہر مربی اور ہر واقف زندگی کو کرنے کی ضرورت ہے۔

پھر آپ کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ قرآن کریم کو پڑھنے اور اس پر فکر و تدبر کرنے کی کوشش کریں۔ تفاسیر پڑھیں بلکہ ان میں سے نکات نکالیں۔ میدان عمل میں بہت سے لوگ آپ سے سوال کریں گے۔ پس ان کے جو دینی سوال ہیں ان سوالوں کے جواب قرآن کریم سے تلاش کر کے ایک مبلغ اور ایک مربی کو دینے چاہئیں اور اس کے لیے پوری کوشش ہونی چاہیے۔ پھر سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ آپؐ کا اسوہ ہے۔ آپؐ کی احادیث ہیں، ان سے جواب تلاش کر کے دیں۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب ہیں۔ ان کو پڑھیں۔ ان کا علم حاصل کریں اور ان میں سے جواب تلاش کریں۔ اگر اور یہ تمام سوال جو آج کل دنیا میں کیے جاتے ہیں ان کے جواب آپ کو انہی جگہوں میں سے مل جائیں

گے۔ بلکہ اگر قرآن کریم پہ غور کریں تو بہت سارے سوالوں کے جواب قرآن کریم سے ہی مل جاتے ہیں۔ پس اس کے لیے اس سات سال کی تعلیم پر انحصار نہیں کرنا بلکہ اپنے علم کو آپ نے بڑھانا ہے۔ پہلے بھی میں کہہ چکا ہوں کہ اس میں ترقی کرنی ہے۔

آپ اپنے ٹائم کا جو روزانہ کا شیڈیول بناتے ہیں، اپنے اس پروگرام میں کوشش کریں کہ آپ نے اپنے چند گھنٹے مطالعہ کے لیے ضرور مخصوص کرنے ہیں۔ جو بھی مصروفیت ہو۔ عبادت کے لیے بھی علاوہ فرض نمازوں کے نوافل کے لیے بھی مخصوص کرنے ہیں کیونکہ دعا کے بغیر کچھ نہیں ہو سکتا اور اسی طرح مطالعہ کے لیے کیونکہ علم کو بڑھانا بھی بہت ضروری ہے اور علم کو بڑھا کر اسے جذب کرنا اور اس کو آگے بیان کرنے کی صلاحیت پیدا کرنا یہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہوتی ہے۔ اس کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا بھی ضروری ہے۔

پھر ایک مبلغ اور مربی میں ہمدردیٔ خلق کا جذبہ بھی بہت زیادہ ہونا چاہیے۔ اور ہمدردی یہ نہیں ہے کہ ایک عادی مجرم کی بھی پردہ پوشی کریں اور تمام نظام کو ہی اس کی وجہ سے بگاڑ دیں کہ اس کی پردہ پوشی کر کے ہم ہمدردی کر رہے ہیں۔ اس کو سزا سے بچا کے اس سے ہمدردی کر رہے ہیں۔ ایک عادی مجرم ہے۔ ایک نظام جماعت میں رخنہ ڈالنے والا ہے، جماعت میں نفاق پیدا کرنے والا ہے یا جماعت کو کسی بھی طرح نقصان پہنچانے والا ہے یا اپنے معاشرے میں اس کا ظلم اتنا بڑھ گیا ہے کہ اس سے معاشرے کو نقصان پہنچ رہا ہے تو وہاں ہمدردی یہ ہے کہ اس کو تباہ ہونے سے بچانے کے لیے اس کو سمجھائیں یا اگر ایسے موقع پر نظام کو یا قانون کو بھی دینا پڑے تو دینے کی کوشش کریں۔ ہاں اس کے ساتھ ہی آپ کو ہمدردی اور پردہ پوشی بھی حالات کے مطابق جائزہ لے کے کرنے کی ضرورت ہے۔ ماشاء اللہ صاحبِ عقل ہیں خود فیصلہ بھی کر سکتے ہیں کہ کہاں ہم نے ہمدردی کے کیا معنی لینے ہیں۔ کیا اس سے ہمدردی یہ ہے کہ اس کو مزید ظلم سے بچایا جائے اور اس کے ہاتھ کو روکا جائے۔ مظلوم کی مدد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کرو اور ظالم کی بھی کرو۔

(صحیح البخاری کتاب المظالم باب اعن اخاك ظالما او مظلوما حدیث 2443)

تو ظالم کی مدد ہم اس کو اس کے ظلموں سے روک کے کرتے ہیں۔ پس ان باتوں کے فیصلے کرنے بھی ضروری ہیں لیکن عمومی طور پر ہمدردیٔ خلق کا جذبہ آپ لوگوں میں دوسروں سے بڑھ کر ہونا چاہیے اور اس کے لیے پھر وہی ہمدردیٔ خلق کا جذبہ ہی ہے جو آپ کے تعلقات جماعت کے اندر بھی وسیع کرے گا۔ خاص طور پر نوجوان نسل اور بچوں کی تربیت کے لیے ہمدردی کا جذبہ جو ہے وہ ان کو آپ کے قریب لائے گا اور آپ ان کی بہتر رنگ میں تربیت کر سکیں گے اور اسی طرح اپنے ماحول میں، اپنے معاشرے میں ہمدردی کے جذبات کا اظہار کریں گے تو لوگ آپ کے قریب آئیں گے اور آپ کی تبلیغ کو بھی سنیں گے۔ پس اب میدان عمل میں لوگوں کی آپ کی طرف نظر ہے۔ یہ نہ سمجھیں کہ ہم ابھی چھوٹے ہیں بڑی عمر کے بزرگوں کو کس طرح سمجھائیں گے۔ بچوں کو بھی سمجھانا آپ کا کام ہے، نوجوانوں کو بھی سمجھانا آپ کا کام ہے، بڑوں کو بھی سمجھانا آپ کا کام ہے کیونکہ آپ کے سپرد نظام جماعت نے یہ کام کیا ہے۔ آپ کسی تکبّر اور فخر کی وجہ سے یہ نہیں کر رہے۔ نظام جماعت نے آپ کی ذمہ داری ڈالی ہے تو سمجھانا ہے اور جہاں آپ نقص دیکھیں ان کو دور کرنا، ادب کے دائرے میں رہتے ہوئے بڑوں اور بزرگوں کی تربیت کرنا بھی آپ کا کام ہے۔ حکمت سے ہر ایک کو سمجھانا آپ کی ذمہ داری ہے لیکن اس کے لیے سب سے پہلے اپنے عمل قرآن اور سنت کے مطابق ڈھالنے کی ضرورت ہے، اپنے جائزے لینے کی ضرورت ہے کہ ہم جب سمجھانے کے لیے آگے آئیں تو ہمارے اندر کی جو برائیاں ہیں ان کو بھی حتی الوسع دور کرنے کی کوشش کریں اور دعا کرکے کوشش کریں۔ بالکل یہ ٹھیک ہے کہ کوئی انسان کامل نہیں ہو سکتا، مکمل نہیں ہو سکتا۔ دنیا میں اللہ تعالیٰ نے صرف ہمارے ایمان کے مطابق ایک ہی انسانِ کامل پیدا کیا اور وہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں لیکن آپؐ نے یہ فرمایا کہ میرا اسوہ، میرا عمل تمہارے لیے قابل تقلید ہے، تمہارے لیے نمونہ ہے اس پہ چلنے کی کوشش کرو۔ پس حتی الوسع اپنی اپنی صلاحیتوں کے حساب سے اس پر عمل کرنے کی کوشش کریں اور نیت نیک ہونی چاہیے۔ جب نیت نیک ہو گی، اپنے عمل قرآن و سنت کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کریں گے، اپنے عمل اسلامی تعلیم کے مطابق ڈھالنے کی کوشش کریں گے تو اللہ تعالیٰ پھر فضل بھی فرماتا چلا جائے گا اور آپ کی زبان میں برکت بھی ڈالے گا ۔ لوگ بھی آپ کی باتیں سنیں گے۔ خاص طور پر جہاں شریعت کے احکام کا تعلق ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کا تعلق ہے، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات کا تعلق ہے، خلیفۂ وقت کی ہدایات پر عمل کروانے کا تعلق ہے کسی قسم کی بزدلی آپ کو نہیں دکھانی چاہیے۔ یہاں وفا کا تقاضا یہ ہے کہ کوئی بھی آپ کے سامنے ہو، مربی کا کام یہ ہے کہ ہر قسم کی مداہنت سے پاک رویہ اختیار کرے۔ ہر ایک قسم کی کمزوری دکھانے سے پاک ہو اور شریعت کے احکام پر عمل کروانے کے لیے ایک مضبوط چٹان کی طرح بن جائے تا کہ یہ نہ ہو کہ کوئی اس کو توڑ کر آگے گزر سکے، وہاں آپ نے احکام پر عمل کرنا ہے۔ خلیفۂ وقت اور نظام خلافت کی عزت کو قائم کرنے کے لیے آپ کو ایک ننگی تلوار کی طرح ہونا چاہیے۔ پس ان باتوں کو ہمیشہ سامنے رکھیں۔

بعض چھوٹی چھوٹی باتیں ہوتی ہیں لیکن شرعی احکامات ہیں۔ اب میں مثال دینے لگا ہوں۔ گزشتہ دنوں ایک مربی نے مجھے لکھا کہ خطبہ جمعہ کے دوران بعض عہدیداران باتیں کرتے ہیں۔ ان کو جب روکا گیا تو جواب ان کا یہ تھا کہ ہم عہدیدار ہیں بعض دفعہ ضروری باتیں کرنی پڑ جاتی ہیں۔ اس لیے ہمیں اجازت ہے۔ یہ کون سی نئی تعلیم اور شریعت ہے جو یہ لوگ یہاں پھیلا رہے ہیں۔ چاہے وہ کوئی عہدیدار ہو، چاہے وہ امیر ہے یا صدر ہے یا سیکرٹری ہے یا کوئی بھی ہے مربی کا کام ہے اگر وہ کوئی خلاف شریعت بات دیکھیں تو پیار سے سمجھائیں کہ یہ غلط ہے اور اگر وہ باز نہیں آتا تو پھر مجھے لکھیں۔ خطبہ جو ہے نماز کا حصہ ہے اور اس میں بولنا منع ہے۔ ایسے شخص کو اگر ضروری کام ہے تو دوسرے کو اشارے سے باہر لے جائیں۔ آپ یہ سمجھا سکتے ہیں کہ پھرآپ باہر جا کے بات کر سکتے ہیں ۔ باہر چلے جائیں اور جا کے بات کریں اور اگر کوئی ایسی ہنگامی صورتحال پیدا ہوتی ہے جو بہت ہی خطرناک ہے تو امام کو بھی پتا چل جاتا ہے۔ امام جو خطبہ دے رہا ہے اس کو بھی پتا ہے کہ ہنگامی صورت ہے اور اگر ایسی ہنگامی حالت ہو تو اس میں تو پھر شرعاً نماز توڑنا بھی جائز ہے لیکن ذرا ذرا سی بات پر کہنا کہ ہم عہدیدار ہیں ہم نے فلاں بات کرنی تھی جو بڑی ضروری تھی تو یہ غلط طریقہ کار ہے اور مربیان کا کام ہے کہ بغیر خوف کے ایسے عہدیداروں کو بھی سمجھائیں لیکن تہذیب اور ادب کے دائرے میں رہتے ہوئے بات کریں اور اگر وہ نہیں بات مانتا تو پھر اپنی رپورٹس میں ذکر کریں۔ آگے لکھیں، امیر جماعت کو بتائیں۔ مجھے لکھیں۔ بہرحال چاہے وہ چھوٹی چھوٹی باتیں ہی ہوں جو لوگ اپنے طور پر اپنی تشریحات کرتے رہتے ہیں ان کو صحیح راستے دکھانے آپ کا کام ہے لیکن یہاں بھی وہی بات کہ پہلے آپ کے اپنے نمونے اور خدا تعالیٰ سے تعلق ہمیشہ ایک ممتاز حیثیت رکھنے والا ہونا چاہیے۔ اللہ کرے کہ آپ میں سے ہر ایک حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس شعر کے مصداق بن جائیں کہ

"قطب کا کام دو تم ظلمت و تاریکی میں
بھولے بھٹکوں کے لیے راہ نما ہو جاؤ"

(کلام محمودؓ صفحہ 63)

آج جب دنیا کی اکثریت مادیت میں گرفتار ہو کر اپنے خدا کو بھول کر روحانی لحاظ سے ظلمت اور تاریکی میں ڈوبی ہوئی ہے تو اس میں اپنوں اور غیروں کے لیے قطب بننا آپ کا کام ہے۔ ان کا کام ہے جنہوں نے اپنی زندگیوں کو اس مقصد کے لیے پیش کیا ہوا ہے۔ قطب کا مطلب یہ ہے 'سردار' یا 'لیڈر' یا وہ ستارے کا نام بھی ہے۔ 'شمال کا وہ ستارہ جو نشاندہی کے کام آتا ہے، راستوں کی نشاندہی کرتا ہے' ۔ اور اس کا یہ مطلب بھی ہے 'ایک محور'، 'ایک مرکز' ۔ اور اس کا یہ مطلب بھی ہے کہ 'ولی اللہ' یا 'ولی کامل' جس کا تعلق اللہ تعالیٰ سے بڑھا ہوا ہو۔ پس دنیا کو دین سکھا کر اور خدا تعالیٰ کی طرف چلانے کی رہنمائی بھی آپ نے کرنی ہے۔ آپ کو آج اللہ تعالیٰ نے دنیا کا سردار بنایا ہے تو اس کی رہنمائی کرنے کے لیے بنایا ہے۔ آپ کو اللہ تعالیٰ نے اس مقصد کے لیے کھڑا کیا ہے کہ آپ وہ محور بن جائیں جس کے گرد لوگ اس لیے آئیں کہ دینی تعلیم حاصل کریں۔ جس کے گرد لوگ آئیں تا کہ روحانیت میں بڑھیں اور پھر وہی بات جو پہلے بھی ہوچکی ہے کہ قطب بننے کے لیے بھی اللہ تعالیٰ کے ولی بننے کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ سے تعلق بڑھانے کی ضرورت ہے۔ روحانیت میں بڑھنے کی ضرورت ہے۔ پس ان چیزوں کو حاصل کرتے چلے جائیں اور ہمیشہ اس کوشش میں رہیں کہ آپ نے اپنوں کی بھی تربیت کرنی ہے اور غیروں کو بھی پیغام پہنچانا ہے۔ اپنوں کو بھی ہر قسم کی بدعات سے پاک کرنا ہے اور وہ شریعت رائج کرنی ہے اور لاگو کرنی ہے جو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اتاری اور جو باتیں ہمیں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمائی ہیں۔

پس دنیا کے پیچھے بالکل نہیں چلنا۔ اپنے اندر اعتماد پیدا کریں اور اعتماد میں بڑھتے چلے جائیں اور اسلام کی تعلیم کو بڑے اعتماد کے ساتھ پھیلاتے چلے جائیں۔ اسلامی تعلیم کی روشنی میں دنیا کو آپ نے اپنے پیچھے چلانا ہے نہ کہ دنیا کے پیچھے چلنا ہے۔ آج کل دنیا لغو اور بیہودہ نظریات پیش کرتی ہے۔ آزادی کے نام پر بے حیائیاں پھیل رہی ہیں اور آپ لوگ اس مغربی دنیا میں رہ رہے ہیں، یہیں پلے بڑھے ہیں اور اکثر یہیں پیدا ہوئے ہیں، یہیں آپ نے تعلیم حاصل کی ہے اور اس معاشرے میں رہتے ہوئے آپ کو سب لغویات اور بے حیائیوں اور بیہودگیوں کا پتا بھی ہے۔ تو ان کا مقابلہ کرنا ہے۔ یہ لوگ جو اپنے آپ کو تعلیم یافتہ اور مہذب کہتے ہیں اور ترقی یافتہ کہتے ہیں یا سمجھتے ہیں انہیں حقیقی تہذیب سکھانا آپ کا کام ہے۔ دنیاوی ترقی جہالت ہے اگر اس میں اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی ملونی نہ ہو، اللہ تعالیٰ کے فضل شامل حال نہ ہوں۔ پس اصل تہذیب وہی ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی تعلیم شامل ہو۔ اصل تہذیب وہی ہے جو خدا تعالیٰ کے حکموں کے مطابق ہے اور جس کو اللہ تعالیٰ نے انبیاء کے ذریعے سے دنیا میں رائج کیا۔ جنگلی انسان کو انبیاء نے ہی صحیح تہذیب سکھا کر انسان بنایا اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے لکھا ہے کہ جانوروں کو انسان بنایا، انسان کو تعلیم یافتہ انسان بنایا اور پھر تعلیم یافتہ انسان کو باخدا انسان بنایا۔

(ماخوذ از لیکچر سیالکوٹ، روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 206)

پس ہم جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مشن کو آگے بڑھانے والے ہیں اور اس عہد کے ساتھ کھڑے ہوئے ہیں کہ ہم اسلام کی تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچائیں گے تو ہمیں سب سے پہلے ان باتوں پر عمل کرنے کی ضرورت ہے۔ بغیر کسی خوف کے، بغیر کسی ڈر کے ان نام نہاد تعلیم یافتہ یا تہذیب کے علمبردار لوگوں کو آپ نے حقیقی تعلیم دینی ہے اور اپنی نوجوان نسل کو، حقیقی تہذیب سکھانی ہے۔ آج کل نوجوان نسل جو بعض دفعہ ان سے بہت متاثر ہو جاتی ہے ان کو ان کے جال سے نکالنا ہے اور تاریکی میں ڈوبنے سے ان کو بچانا ہے۔ یہ بہت بڑا کام ہے جو آپ کے سپرد کیا گیا ہے۔ اور اس کے لیے قطب بننا ضروری ہے جو ولیٔ کامل ہو جس کا خدا تعالیٰ سے تعلق ہو جیسا کہ حضرت مصلح موعودؓ نے خواہش کا اظہار کیا۔ آج حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی میں اللہ تعالیٰ نے آپ کو سرداری بخشی ہے تو اس کی قدر کریں اور دنیا کی حقیقی رہنمائی کریں اور اللہ تعالیٰ نے جو آپ کو سردار بنایا ہے تو سردار بننے کا حق ادا کرنے کی کوشش کریں ورنہ یہ سات سال کی تعلیم اور مربی بننا اور مبلغ بننا اور یہاں رہ کر نکلنا کہ ہم نے سند حاصل کر لی بالکل بے فائدہ چیزیں ہیں۔ پس ایک بہت بڑی ذمہ داری ہے جو آج آپ کے کندھوں پر ڈالی جا رہی ہے اس کو سمجھنے والے بنیں۔ یہ کوئی معمولی ذمہ داری نہیں ہے جس کو آپ نے اٹھانے کا عہد کیا اور عزم کیا ہے اور اس عہد و عزم کو وفاداروں کی طرح نبھانے کی اور اٹھانے کی کوشش کریں۔

آخر میں حضرت مصلح موعود کے الفاظ میں میری بھی آپ کے لیے یہ دعا ہے کہ

”موردِ فضل و کرم وارثِ ایمان و ھدیٰ
عاشقِ احمدؐ و محبوبِ خدا ہو جاؤ“

(کلام محمودؓ صفحہ 63)

اللہ تعالیٰ کرے کہ آپ ہمیشہ اپنی وفا کے معیاروں کو بڑھاتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کو حاصل کرنے والے بنتے چلے جائیں۔ ایمان و ہدایت کے وارث بن کر پھر اس وراثت کو بڑھا کر اور حقیقی وارث تو وہ ہوتا ہے جو اس وراثت میں پھر ترقی بھی کرتا چلا جائے، اس وراثت کو بڑھاتا چلا جائے نہ کہ وہیں رک جائے۔ آگے پھر تعلیم تقسیم کرنے والے بنتے چلے جائیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق میں بڑھنے والے ہوں اور اللہ تعالیٰ سے محبت حاصل کرنے والے ہوں اور احمد ثانی نے احمد اولؐ کی تعلیم کو دنیا میں پھیلانے کا جو کام اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت سے شروع کیا تھا اس کو آپ بھی اور میں بھی دنیا میں پھیلاتے چلے جانے والے بن جائیں اور آپ میں سے ہر ایک خلافت کا سلطان نصیر بنے تا کہ ہم پھر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا دنیا میں لہرا کر خدا تعالیٰ کی وحدانیت اور خدا تعالیٰ کی بادشاہت کو دنیا میں قائم کرنے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو اپنے عہد پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور کبھی آپ عہد شکنی کرنے والے نہ ہوں بلکہ ہمیشہ اہلِ وفا میں شامل رہیں۔ آمین۔ اب دعا کر لیں۔

(الفضل انٹرنیشنل 19 نومبر 2019)

ایم اے سلیمان

حدیث نبوی ﷺ اور متعدی بیماری

آجکل جبکہ کرونا وائرس کی وبا عالمگیر سطح پر پھیل رہی ہے اور تمام حکومتوں کی طرف سے عوام کو بار بار یہ اپیل کی جا رہی ہے کہ وہ گھروں میں رہیں اور تمام احتیاطی تدابیر کو اختیار کریں ۔ ان حالات میں بعض مولویوں نے اپنی کم فہمی کی وجہ سے ایک حدیث سے غلط استنباط کرتے ہوئے یہ جاہلانہ بیان دیا ہے کہ کوئی متعدی بیماری نہیں ہوتی ۔ اول تو ہر سلیم العقل انسان اس بیان پر توجہ نہ دے گا کیونکہ روز مرہ کا مشاہدہ ہے کہ بعض بیماریاں متعدی ہوتی ہیں جو ایک سے دوسرے کو لگ جاتی ہیں اس لئے کیسے ممکن ہے کہ نبی کریم ﷺ جو علم و حکمت کے بادشاہ تھے ایسی بات کریں جو مشاہدات کے مخالف ہو ۔ بہرحال وہ حدیث اور اس کی مختصر تشریح پیش ہے ۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: لَا عَدْوَی وَلَا طِیَرَۃَ، وَلَا ھَامَۃَ وَلَا صَفَرَ، وَفِرَّ مِنَ الْمَجْذُومِ کَمَا تَفِرُّ مِنَ الْاَسَدِ

(صحیح بخاری کتاب الطب باب الجذام)

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کوئی متعدی بیماری نہیں ہوتی اور نہ ہی کوئی بدشگونی ہوتی ہے ۔ اور نہ ہامہ ہے اور نہ ہی صفر ۔ ہامہ عربی میں اُلّو کو کہتے ہیں زمانہ جاہلیت میں لوگ سمجھتے تھے کہ جب قتیل کا بدلہ نہ لیا جائے تو اس کی روح اُلّو میں چلی جاتی ہے اور وہ رات کو روتی ہے کہ میرا بدلہ لو مجھے قاتل کا خون پلاؤ۔ اور صفر ایک مہینہ کا نام ہے زمانہ جاہلیت میں لوگ اس کو منحوس سمجھتے تھے ان دونوں وہموں کا نبی کریم ﷺ نے رد فرمایا ہے کہ ان میں کوئی حقیقت نہیں ہے ۔

مولوی حضرات لَا عَدْوَی یعنی کوئی متعدی بیماری نہیں کا فقرہ تو بتاتے ہیں لیکن اس روایت کا آخری فقرہ وَفِرَّ مِنَ الْمَجْذُومِ کَمَا تَفِرُّ مِنَ الْاَسَدِ نہیں بتاتے جس کا مطلب یہ ہے کہ مجذوم سے اس طرح بھاگو جس طرح شیر کو دیکھ کر بھاگتے ہو ۔ یعنی مجذوم سے الگ رہو اور اس سے میل ملاپ نہ رکھو تاکہ تمہیں بھی جذام کا مرض نہ ہو جائے ۔ اب بظاہر ان دونوں باتوں میں تضاد ہے جسکی محدثین کرام نے تطبیق کی ہے ۔ اور اس تضاد کو دور کیا ہے ۔

صحیح بخاری کے مشہور شارح علامہ ابن حجر عسقلانی اسکی شرح میں لکھتے ہیں کانُوا یَعْتَقِدُونَہٗ فِی الْجَاہِلِیَّۃِ مِنْ اِضَافَۃِ الْفِعْلِ اِلٰی غَیْرِ اللّٰہِ تَعَالٰی کہ زمانہ جاہلیت میں لوگ متعدی بیماری کو غیر اللہ کی طرف منسوب کرتے تھے (یعنی ان کے بت ایسا کرتے ہیں) اس وہم کو نبی کریم ﷺ نے دور فرمایا ہے کہ بیماری کی تاثیر کسی غیر اللہ نے پیدا نہیں کی بلکہ اللہ تعالیٰ نے پیدا کی ہے ۔ اس سے متعدی بیماری کی نفی نہیں ہوتی اسی لئے آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا کہ لَا یُورِدُ مُمْرِضٌ عَلٰی مُصِحٍّ یعنی کسی بیمار جانور کو تندرست جانور کے ساتھ نہ رکھو ورنہ تندرست بھی بیمار پڑ سکتا ہے ۔ نیز آپ ﷺ نے طاعون زدہ علاقہ میں جانے سے بھی منع فرمایا ۔

اسی طرح بعض مولوی ایک روایت کو پیش کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ایک مجذوم کے ساتھ اکٹھے بیٹھ کر کھانا کھایا ۔ حضرت امام ابن حجر اس روایت کے ساتھ ایک دوسری روایت بھی لاتے ہیں کہ جب قبیلہ ثقیف کا وفد آیا جس میں ایک مجذوم بھی تھا تو نبی کریم ﷺ نے اسے کہلوا بھیجا کہ اَنَا قَدْ بَایَعْنَاکَ فَارْجِعْ یعنی میں نے تیری بیعت لے لی ہے تو واپس لوٹ جا ۔ آپ ﷺ نے اسکے ہاتھ کو تھام کر بیعت نہیں لی ۔ایک روایت میں ہے کہ مجذوم سے دو نیزے دور ہو کر بات کرو ۔ ابن حجر فرماتے ہیں کہ مجذوم کے بارے میں اس طرح کی دونوں روایات ملتی ہیں جن کی علماء نے تطبیق کی ہے کہ جہاں مجذوم سے الگ رہنے کا کہا ہے تو یہ احتیاط کے لئے ہے تاکہ جذام کا مرض نہ لگ جائے ۔ اور جہاں مجذوم کے ساتھ کھانا کھانے کا ذکر ہے تو وہ اس لئے ہے کہ وَالْاَکْلُ مَعَہٗ عَلٰی بَیَانِ الْجَوَازِ (فتح الباری لابن الحجر) تاکہ مجذوم کے ساتھ کھانا کھانے کا جواز نکل سکے ۔ اورمجذوم سے نفرت نہ ہو اوراحتیاط کے تقاضے پورے کرتے ہوئے اس سے ملنے اور اسکی خبر گیری کا جواز نکل سکے ۔

قرآن کریم نے اس سلسلہ میں واضح حکم دیا ہے کہ وَلَا تُلْقُوا بِاَیْدِیکُمْ اِلَی التَّھْلُکَۃِ (البقرہ:196) کہ اپنے ہاتھوں (اپنے تئیں) ہلاکت میں نہ ڈالو۔ اس قرآنی ارشاد کے مطابق احادیث کے مضمون کو سمجھنا ہو گا یہی اصول حکم و عدل نے دیا ہے کہ احادیث کو قرآن کے تابع رکھ کر سمجھا جائے ۔ پس آجکل جو وبا پھیلی ہوئی ہے اس سے بچنے کے لئے تمام احتیاطی تدابیر اختیار کرنا ضروری ہے اور اگر خدانخواستہ کوئی اس وبا سے متاثر ہو تو اس کو بے یار و مددگار نہیں چھوڑ دینا بلکہ احتیاط کے تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے اس کی تیمار داری کرنا اور جس حد تک ممکن ہو اس کی خدمت کرنی ضروری ہے یہی شریعت کا حکم ہے ۔

غلام مصباح بلوچ۔کینیڈا

صحابی حضرت مسیح موعودؑ۔ یکے از 313
حضرت میاں نجم الدین بھیرویؓ

ولادت 1864ء۔بیعت 4۔اگست 1889ء۔وفات2دسمبر 1915ء

حضرت میاں نجم الدینؓ بھیروی ولد میاں احمد یار صاحب حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے قریبی رشتہ داروں میں سے تھے۔ آپ ابتدا ہی میں سلسلہ احمدیہ کے ساتھ وابستہ ہوگئے تھے چنانچہ آپ کی بیعت رجسٹر بیعت اولی میں محفوظ ہے جہاں آپ کا اندراج اس طرح ہے ۔

4۔اگست 1889ء روز یکشنبہ نجم الدین ولد احمد یار ساکن بھیرہ برادری جدی مولوی حکیم نور دین صاحب (پیشہ) نوکری ۔
(تاریخ احمدیت جلد اول صفحہ 349 نیو ایڈیشن)

جلسہ سالانہ 1892ء میں شمولیت

آپ کو جماعت احمدیہ کے دوسرے تاریخی جلسہ سالانہ منعقدہ 27 دسمبر 1892ء بمقام قادیان میں شامل ہونے کی توفیق ملی۔ حضرت مسیح موعود نے شرکاء جلسہ کی فہرست کتاب آئینہ کمالات اسلام کے آخرمیں درج فرمائی ہے پانچویں نمبر پر آپ کا نام درج ہے:

(5) میاں نجم الدین صاحب بھیرہ ضلع شاہ پور
(روحانی خزائن جلد 5 صفحہ 616)

313 صحابہؓ میں شمار

آپ کو یہ سعادت بھی حاصل ہے کہ حضورؑ نے آپ کا نام اپنے کبار 313 صحابہ میں شامل فرمایا ہے، آپ کا نمبر 252ہے:

252۔ میاں نجم الدین صاحب بھیرہ
(انجام آتھم، روحانی خزائن جلد 11 صفحہ 328)

پیشگوئی کے گواہ

حضرت مسیح موعودؑ نے اپنی کتاب نزول المسیح میں الہام الٰہی کے مطابق پوری ہونے والی پیشگوئیوں اور نشانات کا ذکر کیا ہے جس کے ذیل میں پیشگوئیوں کے گواہوں کے اسماء بھی درج فرمائے ہیں، پیشگوئی نمبر 43 پر آپ نے لیکھرام کے متعلق ظاہر ہونے والے نشان کا ذکر فرمایا ہے جس کے زندہ گواہ رؤیت میں حضرت میاں نجم الدین صاحب بھیروی کا نام بھی شامل فرمایا ہے۔

پھر حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے ایک اشتہار بعنوان ’’کیا محمد حسین بٹالوی ایڈیٹر اشاعۃ السنہ کو عدالت صاحب ڈپٹی کمشنر ضلع گورداسپور میں کرسی ملی ؟‘‘ مطبوعہ 7 مارچ 1898ء میں معزز گواہوں کے اسماء میں آپ کا نام میاں نجم الدین صاحب بھیرہ بھی درج فرمایا ہے۔ (مجموعہ اشتہارات جلد سوم 37)

مہتمم لنگر خانہ

آپ حضرت مسیح موعودؑ کی زندگی ہی میں ہجرت کرکے قادیان آگئے تھے آپ کا سن ہجرت معلوم نہیں۔ قادیان میں آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے مکان کی شرقی جانب اپنا مکان بنوایا، قادیان میں آپ لنگر خانہ کے مہتم مقرر ہوئے آپ نے نہایت دیانت اور امانت سے اس خدمت کو سر انجام دیا۔ آپ نے مجتہدانہ طبیعت پائی تھی سلسلہ کی خدمت اور مہمانوں کے آرام کا اپنی طاقت اور سمجھ کے موافق بہت خیال رکھتے تھے، حضور بھی وقتاً فوقتاً آپ کو مہمانوں کے آرام کے متعلق تاکید فرماتے رہتے تھے۔ ایک مرتبہ 25 دسمبر 1903ء کو جبکہ بہت سے مہمان بیرون جات سے آگئے تھے حضورؑنے آپ کو بلا کر فرمایا :

دیکھو بہت سے مہمان آئے ہوئے ہیں ان میں سے بعض کو تم شناخت کرتے ہو اور بعض کو نہیں اس لیے مناسب یہ ہے کہ سب کو واجب الاکرام جان کر تواضع کرو، سردی کا موسم ہے چائے پلاؤ اور تکلیف کسی کو نہ ہو تم پر میرا حسن ظن ہے کہ مہمانوں کو آرام دیتے ہو ان سب کی خوب خدمت کرو اگر کسی گھر یا مکان میں سردی ہو تو لکڑی یا کوئلہ کا انتظام کردو۔
(البدر 8 جنوری 1903ء)

اور یہ ایک مرتبہ نہیں ہمیشہ ایسی تاکید کرتے رہتے بعض وقت یہ بھی فرماتے کہ میں نے تم پر حجت پوری کردی ہے اگر تم نے غفلت کی تو اب خدا کے حضور تم جواب دہ ہوگے، حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی صاحب آپ کے متعلق فرماتے ہیں:

ایک عرصہ دراز تک میاں نجم الدینؓ مرحوم بھیروی داروغہ لنگر تھے۔ میاں نجم الدینؓ بہت بڑے مخلص، جفاکش اور مجتہدانہ طبیعت کے آدمی تھے بہت بڑے تعلیم یافتہ نہ تھے مگر طبیعت رسا تھی اور اپنی سمجھ کے موافق بعض اوقات قرآن کریم کے نکات بھی بیان کر دیا کرتے تھے اور اسی وجہ سے ان کے بے تکلف دوست ان کو مجتہد کہہ دیا کرتے تھے۔ حضرت مسیح موعودؑ نے ان کو مہمانوں کی خدمت اور لنگر خانہ کے انتظام کے لیے مقرر کیا۔ ...

وہ بہت نیک دل اور خیر سگال واقع ہوئے تھے حضرت مسیح موعودؑ کی محبت میں مگن اور سرشار تھے اور اپنی بساط سے بڑھ کر اپنے مفوّضہ کام کو سر انجام دینے کی کوشش کرتے رہتے۔

مگر حضرت مسیح موعودؑ ان کے اخلاص اور محبت کو جانتے تھے اور اس کی قدر فرماتے تھے اور ان غلطیوں کو اعتراض کا رنگ نہ دیتے تھے بڑی سے بڑی بات جو آپ کبھی ان کو کہتے تو یہ ہوتی کہ میاں نجم الدین میں نے تم کو سمجھا دیا ہے اور تم پر حجت پوری کر دی ہے اگر تم نے غفلت کی تو اب خدا کے حضور جوابدہ ہوگے۔ حضور خود کوئی حساب نہ رکھتے بلکہ لنگر خانہ کا تمام حساب کتاب ان کے ہی سپرد تھا حضرت مسیح موعود ... ہمیشہ ان کی محنت اور اخلاص سے کام کرنے کی قدر فرماتے رہے۔
(سیرت حضرت مسیح موعودصفحہ 356,355 از حضرت یعقوب علی عرفانیؓ)

قادیان میں آنے والے مہمان جب لنگر خانہ میں قیام کرتے تو آپ کے اخلاق سے متاثر ہوتے، حضرت مولانا محمد ابراہیم بقاپوری قادیان میں اپنی پہلی آمد بغرض تحقیق احمدیت کے متعلق بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

مجھے خیال پیدا ہوا کہ میں نے یہاں کے علماء میں سے ایک بڑے عالم کو دیکھا اور خود مدعی مسیحیت اور مہدویت کی بھی زیارت کی اب یہاں کے عام لوگوں کی بھی اخلاقی حالت دیکھنی چاہیے چنانچہ اس امتحان کے لیے لنگرخانہ چلا گیا جو اس وقت حضرت خلیفہ اولؓ کے مکان کے جنوبی طرف اور بڑے کنویں کے مشرقی طرف تھا، لنگرخانہ میں ایک چھوٹا سا دیگچا تھا جس میں دال تھی اور ایک چھوٹی سی دیگچی میں شوربہ تھا میاں نجم الدین صاحب بھیروی مرحوم اس کے منتظم تھے میں نے میاں نجم الدین صاحب سے کھانا مانگا انھوں نے مجھے روٹی اور دال دی میں نے کہا کہ میں دال نہیں لیتا گوشت دو، میاں نجم الدین صاحب مرحوم نے دال الٹ کر گوشت دے دیا لیکن میں نے پھر کہا کہ نہیں نہیں دال ہی رہنے دو تب انھوں نے گوشت الٹ کر دال ڈال دی، دال اور گوشت کے اس ہیر پھیر سے میری غرض یہ تھی کہ تا میں کارکنوں کے اخلاق دیکھوں۔ الغرض میں نے بیٹھ کر کھانا کھایا اور وہاں کے مختلف لوگوں سے باتیں کیں منتظمین لنگر کی ہر ایک بات خدا تعالی کی طرف توجہ دلانے والی تھی اس سے بھی میرے دل میں گہرا اثر ہوا۔ (رجسٹر روایات رفقاء نمبر 8 صفحہ 11,10)

حضرت ڈاکٹر حشمت اللہ خانؓ قادیان کے اس دور کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

مہمان خانہ میں ان دنوں حافظ حامد علی صاحب مرحوم مہمانوں کے خدمت گزار تھے بڑے اخلاص سے ہمارے لیے کھانا لایا کرتے تھے ....ان دنوں میاں نجم الدین صاحب لنگرخانہ کا کھانا پکواتا یا برتایا کرتے تھے اور بہت مشقت برداشت کرکے مہمانوں کے لیے کھانے کا انتظام فرمایا کرتے تھے۔ حافظ حامد علی صاحب مرحوم کھانا کھلاتے حضرت مسیح موعودؑ کی کچھ باتیں بھی سناتے رہتے ایسا ہی میاں نجم الدین صاحب بھی کبھی باتیں سناتے...
(رجسٹر روایات رفقاء نمبر 8 صفحہ 189)

حضرت شیخ یعقوب علی عرفانیؓ آپ کی سیرت کے متعلق فرماتے ہیں:

حضرت میاں نجم الدین صاحب بھیرہ ضلع شاہ پور (حال ضلع سرگودھا۔ ناقل) کے رہنے والے تھے اور حضرت خلیفۃ المسیح کے ساتھ تعلقات رکھتے تھے اپنی عمر کا آخری حصہ حضرت مسیح موعود کے لنگر خانہ کی خدمت میں نہایت دیانت اور امانت سے گزارا، خدمت خلق کا خاص جذبہ ان میں تھا۔ شحنۂ حق کا پہلا ایڈیشن ختم ہوگیا تو دوبارہ اپنے صرفہ سے طبع کروا کر حضرت کی خدمت میں پیش کردیا، نہایت محنتی اور جفاکش تھے مہمانوں کو کھانا کھلا چکنے کے بعد بھی دیر تک لنگرخانہ میں رہتے کہ کوئی سائل آجاوے یا مسافر ہو اور پھر کچھ ٹکڑے لے کر شکستہ مکانوں اور گلیوں میں جاتے تا کہ بعض کتوں وغیرہ کو بھی جو کسی وجہ سے حرکت نہ کرسکتے ہوں دے دیں۔

...جب طاعون کا اثر ہوا اور بعض اموات ہوئیں تو اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ بعض جنازوں کو صرف میں نے اور حضرت میاں نجم الدین صاحب نے اٹھایا اور جاکر دفن کردیا ...
(حیات احمد جلد اول حصہ سوم (1889-1892) صفحہ 39 از حضرت شیخ یعقوب علی عرفانیؓ اسلامی پریس حیدرآباد دکن 1952ء)

حضرت شیخ محمد اسماعیلؓ سرساوی بیان کرتے ہیں کہ ایک موقع پر حضرت مسیح موعودؑ نے حضرت میاں نجم الدینؓ کے متعلق فرمایا :

...ان کی یہ بات بہت ہی پسند ہے روٹی لے کر گلیوں اور مسجد میں ہو آتے ہیں کہ اگر کوئی بھوکا ہو تو اسے دے آئیں۔

پھر فرمایا:

کہ امانت دار بھی ہیں ۔ (الحکم 28 نومبر 1936ء)

آپ نے 2 دسمبر 1915ء بعمر تقریباً 80 سال وفات پائی، اخبار الفضل نے خبر وفات دیتے ہوئے لکھا :

میاں نجم الدینؓ داروغہ لنگرخانہ جو حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے پرانے خدام میں سے تھے مہینے ڈیڑھ مہینے بعارضہ ضیق النفس بیار رہ کر شب درمیان یکم و دوم دسمبر کو انتقال کر گئے۔۔۔ خدا مغفرت کرے اور پسماندوں کو صبر جمیل کی توفیق بخشے۔ جمعرات کی دوپہر کو مدرسہ احمدیہ کے بورڈنگ میں جماعت کثیرہ کے ساتھ جس میں شہر سے باہر رہنے والے طلباء ہائی سکول بھی مع ماسٹر صاحبان آن کر شامل ہوگئے تھے حضرت مصلح موعودؓ نے نماز جنازہ پڑھائی اور میت مقبرہ بہشتی میں دفن کی گئی۔
(الفضل 5 دسمبر 1915ء)

DAILY LONDON ALFAZL ONLINE
www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION Download on the App Store ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
0044 74 9378 5065
0044 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

اک امتحان ہے

بےجان سی ہر جان ہے، اک امتحان ہے
ہر ہر نگر ویران ہے، اک امتحان ہے

کوئی کہیں نہ جا سکے، تالے لگے ہر موڑ پر
گھر گھر بنا زندان ہے، اک امتحان ہے

مندر، کلیسے، مسجدیں حیرانیوں میں غرق ہیں
اتنا بڑا بحران ہے، اک امتحان ہے

سب کو بچانے کے لئے ان عالمی آفات سے
ایشر، خدا، بھگوان ہے، اک امتحان ہے

اب مشرق و مغرب تلک ہر ملک ہی بد حال ہے
وہ جاں بلب، ہلکان ہے، اک امتحان ہے

اک تو وبائیں جا بجا، یا آگ ہے، بارود ہے
خطرات میں انسان ہے، اک امتحان ہے

تم آسماں کو چھوڑ کر کیونکر زمیں کے ہو گئے
قرآں کا یہ فرمان ہے، اک امتحان ہے

رحمت کا در اب بھی کھلا، سجدے پڑو! توبہ کرو!
یہ آخری اعلان ہے، اک امتحان ہے

اب تو بچائے گا فقط اسلام کا زندہ خدا
میرا یقیں، ایمان ہے، اک امتحان ہے

جس کو فراز! اب تلک کچھ بھی سجھائی نہ دیا
وہ کس قدر نادان ہے، اک امتحان ہے

اطہر حفیظ فراز

سیرالیون کے مشاکا ریجن میں تقریبات آمین

عبدالہادی قریشی، سیرالیون

سال نو کے آغاز کے ساتھ ہی ملک بھر میں گزشتہ سال کے دوران قرآن مجید کا پہلا دور مکمل کرنے والے احمدی بچوں اور بچیوں کی آمین کی تقریبات کا آغاز ہو جاتا ہے اور سال کے اوّلین مہینوں میں ملک بھر کے ریجنز میں یہ تقریبات منعقد کی جاتی ہیں۔ امیر صاحب سیرالیون ان بچوں کی حوصلہ افزائی کرنے اور کارکردگی کا جائزہ لینے کے لئے ان تقریبات میں باقاعدہ شامل ہوتے ہیں۔

مارچ کے مہینہ میں مشاکا ریجن کی چار جماعتوں میں آمین کی تقریبات ہوئیں، مکرم محترم مولانا سعیدالرحمٰن ، امیر و مشنری انچارج سیرالیون نے ان تقریبات کی صدارت کی ۔ 26 بچے ، بچیوں اور دیگر افراد نے پہلی بار قرآن کریم ناظرہ مکمل کرنے کی سعادت حاصل کی۔

ان بابرکت تقریبات میں 91 غیر از جماعت اماموں سمیت 985 افراد شامل ہوئے۔ تمام تقریبات کے اختتام پر حاضرین کی ریفریشمنٹ کروائی گئی۔

Magbeleyمیں ایک عیسائی دوست مکرم علی بنگورا نے کچھ عرصہ پہلے بیعت کرکے جماعت احمدیہ مسلمہ میں شرکت اختیار کی تھی۔ ان کی عمر 50سال سے زائد ہے۔ انہوں نے اور ان کے ایک بیٹے نے بھی قرآن کریم ناظرہ کا پہلا دور مکمل کیا اور ان تقریبات آمین میں شامل ہوئے۔ الحمد للّٰہ۔

Rokelجماعت کے ایک شخص عیسیٰ سیسے صاحب، جن کی عمر 40سال سے زائد ہے ان کو بھی قرآن کریم ناظرہ کا پہلا دور مکمل کرنے کی سعادت نصیب ہوئی ہوئی۔

مکرم امیر صاحب نے اپنے خطابات میں جماعت کا تعارف کروایا اور جماعت کی تعلیم القرآن کے بارہ میں کاوشوں کا ذکر فرمایا۔ الحمد للّٰہ، یہ تقریبات تبلیغ کا بہترین موقع ثابت ہوئیں اور کثیر تعداد میں غیر از جماعت احباب تک جماعت کا پیغام پہنچا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں قرآن کریم کو پڑھنے، اس کو سمجھنے اور اس پر کما حقہ عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین

فجی میں جلسہ ہائے مصلح موعودؓ

خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ فجی کو ماہ فروری میں یوم مصلح موعودؓ کے حوالے سے ملک بھر میں متعدد پروگرامز کرنے کی توفیق ملی۔

ان پروگرامز میں پیشگوئی مصلح موعود حضرت مسیح موعودؑ کے الفاظ میں سنائی گئی ۔ اس مبارک پیشگوئی کے نتیجے میں ہونے والی جماعتی ترقیات کے بارے میں احباب کو بتایا گیا۔ جماعتوں کے مبلغین ، معلّمین اور مشنریز نے نہایت احسن رنگ میں تقاریر کیں۔ احباب کو یہ بتایا گیا کہ اپنی اپنی ذات میں ہر فرد جماعت ’’مصلح‘‘ بننے کی کوشش کرے۔

فجی کی جماعتوں میں پیشگوئی مصلح موعود کے جلسوں کے انعقاد میں احباب کی حاضری اس طرح رہی۔

- جماعت احمدیہ صوا۔حاضری90
- جماعت احمدیہ لمباسہ۔حاضری36
- جماعت احمدیہ نسرواٹگا۔حاضری37
- جماعت احمدیہ سینگاگا۔حاضری27
- جماعت احمدیہ دلودہ۔حاضری35
- جماعت احمدیہ تاوینی۔حاضری20
- جماعت احمدیہ مارو،ناندی،لٹوکا۔حاضری108
- جماعت احمدیہ سیگاٹوکا۔بک سٹال،تبلیغ سال، کتب اور پمفلٹس کی تقسیم ، لٹریچر کی تقسیم۔

اللہ تعالیٰ تمام احباب جماعت اور ان پروگرامز کے شاملین کو حتّی الوسع حضرت مصلح موعودؓ سے متعلق پیشگوئی کو سمجھنے اور ان کی سیرت طیبہ کو اپنانے کی توفیق عطا فرمائے اور اس ذریعہ سے بھی احباب جماعت کو خلافت احمدیہ کے ساتھ اپناعہد نبھانے والا بنائے۔ آمین ثم آمین

اوقات طلوع و غروب

10۔اپریل 2020ء

غروب آفتاب	طلوع فجر		
18:38	04:50		مکہ مکرمہ
18:41	04:46		مدینہ منورہ
18:54	04:41		قادیان
18:36	04:22		ربوہ
19:51	04:14		اسلام آباد ٹلفورڈ